نظرات

فرقہ وارانہ فسادات ہندوستان کی قومی زندگی کا ایک لازمی عنصر بن چکے ہیں۔ اب ملک میں کہیں بھی کوئی فساد ہوتا ہے تو اس پر زیادہ حیرانی نہیں ہوتی۔ ہاں اس پر حیرانی ضرور ہوتی ہے کہ امن چین کے اتنے مہینے کیسے گذر گئے کہیں سے کسی واقعہ کی خبر نہیں آئی۔

ہندوستانی مسلمان خطرات کے سایہ میں زندگی گذارنے کے عادی ہو چکے ہیں، اس پل صراط پر وہ گذشتہ چالیس برس سے گذر رہے ہیں یعنی پوری ایک نسل، جان و مال کے لئے ہمہ وقت خطرات کے اس ماحول میں پروان چڑھی۔ اور اب یہ فریضہ دوسری نسل کو سپرد کر کے جا رہی ہے کہ کارزار زندگی میں اسی بلند حوصلگی کے ساتھ سینہ سپر رہنا جو تمہارے بزرگوں کا شیوہ رہا ہے۔ تاریخ میں امت اسلامیہ پر ایسے کئی نازک مرحلے گذر چکے ہیں اور وہ ہر مرحلہ سے ظفریاب و فتح مند نکلی ہے۔ ہندوستان میں ملت اسلامی اپنی تمام بے سر و سامانی کے باوجود ابھی اپنے حقیقی اسلامی اثاثہ سے محروم نہیں ہوئی۔ عزیمت و حق پسندی ایثار و قربانی، صبر و استقامت اس کا اثاثہ ہیں۔ اسی کی بدولت اس نے صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ اور آج بھی اپنے پورے وجود کے ساتھ زندہ ہے۔

دلّی، میرٹھ، ملیانہ اور گجرات کے کچھ علاقوں میں حالیہ فرقہ وارانہ فسادات نے ملت اسلامی کو ایک بار پھر کڑی آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے۔ رمضان المبارک کا زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی تمام تر توجہ نماز، روزہ کی طرف ہوتی ہے فساد کا یہ چکر چلایا گیا۔ ۱۷ مئی کو دلّی کے علاقہ چاندنی چوک میں دو آدمیوں میں معمولی تکرار کو ایک بڑے فساد کا ذریعہ بنا لیا گیا۔ اس کے بعد ہی فساد کی یہ آگ میرٹھ پہنچ گئی میرٹھ شہر اور اس کے مضافاتی علاقوں ہاشم پورہ اور ملیانہ میں، آزاد ہندوستان کی تاریخ کا بھیانک فساد بھڑک اٹھا۔ ۱۹۴۷ء میں جو کچھ ہوا، وہ اس کے سامنے ماند پڑ گیا۔

دلّی کے فساد میں اگر ۱۳ آدمی ہلاک ہوئے تو میرٹھ کے فساد میں ہلاک شدگان کی تعداد ۱۲۵ سے بھی اوپر ہے۔ تادم تحریر فساد جاری ہے۔ ملیانہ میں اقلیتی فرقہ پر پی، اے، سی نے جو انسانیت سوز مظالم ڈھائے ہیں۔ یہ داستان بیان کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ پی۔ اے۔ سی نے ملیانہ کے آدمیوں سے ذرا سی جھڑپ کے بعد جو رونگٹے کھڑے کرنے والا انتقام لیا ہے۔ اس نے جلیانوالا باغ کے خونی واقعہ کی یاد تازہ کر دی ہے۔ وہ سب کچھ غیر ملکی راج میں ہوا۔ اور یہ سب کچھ اپنے ہی راج میں ہو رہا ہے۔ ملیانہ کے بے شمار مردوں کو گولیوں سے بھون دیا گیا اُن کی لاشوں کو راتوں رات ٹھکانے لگا دیا گیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق صرف ملیانہ کے فساد کی نذر ہونے والوں کی تعداد اسّی سے اوپر ہے۔ ہاشم پورہ کے جن نوجوانوں کو ہنڈن ندی کے کنارے لے جا کر گولی مار دی گئی۔ اُن کی داستان الگ ہے۔

گولی کھا کر زخموں سے چُور ہو جانے والا ایک نوجوان دُنیا کو یہ داستان سُنانے کے لئے زندہ رہ گیا —————— گنگ نہر اور ہنڈن ندی سے کئی

ہوتی ہیں

[illegible] کا تاریخی کردار کیا رہا ہے۔ کیا یہ ڈاکوؤں کا ٹولہ ہے؟ یہ قانون کے محافظ کیسے بن گئے؟ کیا قانون کے محافظ اس طرح ذاتی انتقام پر اتر آتے ہیں۔ ملیانہ کی داستان۔ فرقہ پرستی اور تعصب کی کھلی داستان ہے۔ آخر حکومتِ یوپی کو اسی پر اصرار کیوں ہے کہ پی، اے سی کو تعینات کیا جائے۔

کیا مرکز سے سنٹرل ریزرو پولیس فورس اور بارڈر سیکورٹی فورس نہیں طلب کی جاسکتی تھی۔ یو، پی کے وزیرِ اعلیٰ ویر بہادر سنگھ میں اگر ذرا سی بھی اخلاقی جرأت ہے۔ اور وہ کسی سیاسی ضابطہ کے پابند ہیں تو انھیں، میرٹھ کے اس بھیانک فساد پر قابو پانے میں اپنی ناکامی میں فوراً استعفیٰ دیدینا چاہیئے۔ اس فساد نے نہ صرف یہ کہ تمام پچھلے ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ بلکہ مستقبل میں اغلباً یو، پی میں اندرا کانگریسی حکومت کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی ہے۔

ویر بہادر سنگھ کو وی، پی سنگھ کا تعاقب کرنے سے فرصت نہیں۔ وی پی سنگھ، اپنی حق گوئی کی وجہ سے معتوب ہوئے۔ اب وہ جہاں بھی یو، پی میں جاتے ہیں۔ ویر بہادر سنگھ نہ ان کا استقبال ہونے دیتے ہیں۔ نہ اُن کو جلسہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ویر بہادر سنگھ کو صرف اپنی گدی بچانے کی فکر ہے لیکن یہ گدی کتنے دن کی ہے۔ کیا مظلوموں، بیواؤں اور یتیموں کی آہ بے اثر جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ قانونِ قدرت ہے۔ ہر آدمی کو اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

دلی اور میرٹھ کے فسادات کے سلسلے میں سب سے غلط رویہ مرکزی حکومت کا ہے ۔ دلی کی عین ناک کے نیچے شر پسند آگ اور خون کا کھیل کھیلتے رہے، اور ہماری عظیم ہندوستانی حکومت اُن کا کچھ بگاڑ نہیں سکی ۔ ... اور فرقہ پرستوں کا حکومت کو کھلا چیلنج تھا، حکومت اس چیلنج کے مقابلہ میں نہیں ٹک سکی ۔ وزیر داخلہ مسٹر بوٹا سنگھ دلی میں تین دن تک اور میرٹھ میں دس دن تک خونی فسادات پر قابو نہیں پا سکے ۔ جب ہمارے نوجوان وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے زمامِ اقتدار سنبھالی تھی تو توقع تھی کہ یہ ملک کو ایک فعال اور متحرک قیادت دیں گے ۔ لیکن اُن کے دورِ حکومت میں جو کچھ ہو رہا ہے، اُسے دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ملک کا مستقبل اُن کے ہاتھوں میں محفوظ ہے جنوبی ہند میں کانگریس کا صفایا ہو چکا، بنگال اور آسام سے بھی کانگریس بے دخل ہو چکی ۔ اگر یہی شب و روز رہے تو وہ دن دُور نہیں، جب شمالی ہند کے مختلف صوبے بھی یکے بعد دیگرے ۔ کانگریس کے ہاتھ سے نکلتے جائینگے جہاں ویر بہادر سنگھ جیسے نادان دوست، اور عاقبت نا اندیش حکمراں ہوں ۔ وہاں کانگریس پارٹی کے مستقبل کے بارے میں کیا توقع کی جا سکتی ہے ؟

گزشتہ مہینوں میں کئی اہم قومی معاملات میں مسٹر راجیو گاندھی پیچھے کی طرف گئے ہیں ۔ انھیں پے در پے شکستوں کا سامنا کرنا پڑا جن میں فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کا معاملہ سرِفہرست ہے ۔ جو حکومت رعایا کے جان و مال کی حفاظت نہ کر سکے ۔ اُسے حکومت کرنے کا کوئی اختیار نہیں ۔

فرقہ پرست اور شر پسند طاقتیں پھر ایک بار شدت سے اُبھر رہی ہیں دوسری طرف سیکولر اور جمہوریت پسند طاقتیں جن کی علامت وزیر اعظم مسٹر

دن تک ان مظلوم انسانوں کی لاشیں برآمد ہوتی رہیں ـــــــ

پی۔ اے۔ سی کا تاریخی کردار کیا رہا ہے۔ کیا یہ ڈاکوؤں کا ٹولہ ہے؟ یہ قانون کے محافظ کیسے بن گئے ؟ کیا قانون کے محافظ اس طرح ذاتی انتقام پر اتر آتے ہیں۔ ملیانہ کی داستان۔ فرقہ پرستی اور تعصب کی کھلی داستان ہے۔ آخر حکومت یوپی کو اسی پر اصرار کیوں ہے کہ پی، اے، سی کو تعینات کیا جائے۔

کیا مرکز سے سنٹرل ریزرو پولیس فورس اور بارڈر سیکورٹی فورس نہیں طلب کی جا سکتی تھی۔ یو، پی کے وزیر اعلیٰ ویر بہادر سنگھ میں اگر ذرا سی بھی اخلاقی جرأت ہے۔ اور وہ کسی سیاسی ضابطہ کے پابند ہیں تو انھیں، میرٹھ کے اس بھیانک فساد پر قابو پانے میں اپنی ناکامی میں فوراً استعفیٰ دیدینا چاہیئے۔ اس فساد نے نہ صرف یہ کہ تمام پچھلے ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ بلکہ مستقبل میں اغلباً یو، پی میں اندرا کانگریسی حکومت کے تابوت میں آخری کیل بھی ٹھونک دی ہے۔

ویر بہادر سنگھ کو وی، پی سنگھ کا تعاقب کرنے سے فرصت نہیں۔ وی پی سنگھ، اپنی حق گوئی کی وجہ سے معتوب ہوئے۔ اب وہ جہاں بھی یو، پی میں جاتے ہیں۔ ویر بہادر سنگھ نہ ان کا استقبال ہونے دیتے ہیں۔ نہ اُن کو جلسہ کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ ویر بہادر سنگھ کو صرف اپنی گدّی بچانے کی فکر ہے۔ لیکن یہ گدّی کتنے دن کی ہے۔ کیا مظلوموں، بیواؤں اور یتیموں کی آہ بے اثر جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ قانونِ قدرت ہے۔ ہر آدمی کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی ہوگی۔